بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاروائی

جلسہ یوم مصلح موعودؓ

منعقدہ ----------

بمقام---------------

تلاوت :...

نظم :...

حدیث:...

پیشگوئی کے الفاظ : ... .

تقریر:...

نظم :...

تقریر:...

اختتامی کلمات واجتماعی دعا:۔...................

اَعُوذُ باالله من الشَيطٰن الرجيم   بسم الله الرحمن الرحيم

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَى إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔ (سورة الصف – 6-9)

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل ! یقیناً میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہو گا۔ پس جب وہ کھلے نشانوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔

اور اُس سے زیادہ ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جُھوٹ گھڑے حالانکہ اُسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو۔ اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے خواہ مشرک برا منائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(کلام حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

بہار آئی ہے اِس وقتِ خزاں میں

مرے مولیٰ مری یہ اِک دُعا ہے
تری درگاہ میں عِجزُ وبُکا ہے

وہ دے مجھ کو جواِس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے

مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اِک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے اُن کو جو مجھ کو دیا ہے

عَجَب مُحسِن ہے تو بَحرُ الاَیادی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِیْ

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا

کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اِک عالَم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِیْ

بہار آئی ہے اِس وقتِ خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

ملاحت ہے عجب اس دلستاں میں
ہوئے بدنام ہم اُس سے جہاں میں

عَدُو جب بڑھ گیا شور و فُغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِیْ

حدیث

عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:

یَنزِلُ عِیسَی بنُ مریَمُ اِلٰی الاَرضِ فَیَتَزَوَّ جُ وَیُولَدُ لَہُ

(مشکوۃ باب نزول عیسیٰ صفحہ ۴۸۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مسیح ابن مریم علیہ السلام جب نزول فرما ہوں گے تو شادی کریں گے تو اُن کی بشارتوں کی حامل اولاد ہو گی۔

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے الفاظ

بِالْہَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِعْلَامِہٖ عَزَّوَجَلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہرچیز پر قادر ہے (جَلَّشَانُہٗ وَ عَزَّاسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایاکہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تَضَرُّعَات کو سنا اور تیری دعائوں کو اپنی رحمت سے بہ پَایۂ قَبُولِیَّت جگہ دی اور تیرے سفرکو(جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کَلِید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر ! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین ... کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تاحق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحُوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جوخدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خد اکے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفی (ﷺ) کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وَجِیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تُخم سے تیری ہی ذُرِّیَّت و نَسْل ہو گا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عَنْمَوَائِیْل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجْس سے پاک ہے۔اور وہ نُورُاللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صَاحِبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوحُ الْحَق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رَحْمَت وغَیُوْرِی نے اسے کَلِمَہ تَمْجِیْد سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا(اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شَنْبَہ ہے مبارک دو شَنْبَہ۔ فَرْزَنْد دِلْبَنْد گِرَامِی اَرْجَمَنْد مَظْہَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْہَرُ الْحَقِّ وَ ا لْعَلَاءِ ۔کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عِطر سے مَمْسُوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اورخدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔وہ جلد جلد بڑھے گا اور اَسیِرُوں کی رُستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نُقْطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔

20فروری 1886ءپہلی پیشگوئی(ریاض ہند امرتسر کیم مارچ 1886ء صفحہ147) (و مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد 1صفحہ95-96)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یوم مصلح موعودؓ

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا اک دن محبوب میرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی | فسبحان الّذی اَخزَی الاَعَادی

پسِ منظر:۔

آنے والے مسیح موعود کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے جو پیشگوئیاں فرمائیں۔اُن میں سے ایک یہ تھی کہ مسیح موعود آئے گا اور اُس کی اولاد ہوگی۔حدیث شریف میں ہے کہ ” ینزل عیسی ابن مریم و یتزوّج و یولدلہ “کہ آنے والا مسیح موعود شادی کرے گا اور اُس کے اولاد ہوگی۔

اب سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اولاد تو ہر ایک کی ہوتی ہے اِس میں کیا خاص بات ہے ؟ آنحضرت ﷺ نے اگر بیشگوئی فرمائی تو ضرور کسی اِہم بات کی طرف توجہ دلائی اور وہ یہ ہے کہ وہ اولاد ایسی خصوصیات کی حامل ہوگی جو دین کے پھیلانے کا باعث بنے گی،جو توحید کے پھیلانے کا باعث بنے گی،جو آنحضرت ﷺ کے مقام کو دنیا پر ظاہر کرنے والا بنے گی۔اور جس کو خدا تعالیٰ اپنے دین کی اشاعت کے لئے کھڑا کرتا ہے اُس کی تائید میں نشانات کے ڈھیر لگا دیتا ہے۔اور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی سلوک تھا۔اور حضرت مسیح موعودؑ نے ہی لوگوں کو بتایا کہ اِسلام کا خدا ہی سچا خدا ہے۔

جب حضرت مسیح موعودؑ نے دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ بھی آپ پر اعتراض کرنے شروع کر دیئے ہیں۔تو آپؑ نے لوگوں کو چیلنج دیا کہ اگر کوئی نشان دیکھنے کا خواہشمند ہے تو وہ چند دن آکر قادیان میں رہے تو خدا تعالیٰ ضرور اسکی راہنمائی کرے گا۔تو اس وقت آریوں نے بھی درخواست کی کہ ہم تو آپ کے پڑوس میں رہتے ہیں ہمارا زیادہ حق ہے اس لیے ہمیں بھی کوئی نشان دکھایا جائے۔اس پر حضورؑ نے خدا کی طرف خاص توجہ کی تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً بتایا کہ **تیری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی**۔چنانچہ آپؑ اپنے تین دوستوں کے ساتھ ہوشیار پور روانہ ہوئے۔(حافظ حامد علی صاحب،عبداللہ سنوری صاحب،فتح خان صاحب)۔آپؑ نے اپنے ایک دوست کو کہہ کر ہوشیار پور میں ایک مکان کرایہ پر لیا جو شہر سے باہر تھا۔اور اپنے ساتھیوں کو نصیحت فرمائی کہ ان دنوں میں کوئی ملاقاتیں نہیں ہوں گی۔اور جب کھانا لے کر آؤ تو رکھ کر چلے جایا کرنا۔آپؑ چلہ کشی کے لئے 22 جنوری 1886ء کو ہوشیار پور تشریف لے گئے۔اور اسی چلہ کشی کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر بہت سے انکشافات فرمائے۔اور ان میں سے ایک پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں تھا۔

چنانچہ آپؑ نے وہیں سے 20 فروری 1886 کو ایک اشتہار شائع فرمایا۔جس میں پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ درج تھے۔آپؑ نے لکھا کہ : ”اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃاللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اُسے اپنے کلمہ

تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔ اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول و الآخر۔ مظہر الاوّل الآخر۔ کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گیا۔ اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائیگا۔ و کان امر اًمقضیاً۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مجموعہ اشتہارات)

اور مزید فرمایا کہ ”یہ صرف ایک نشان ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جلّ شانہ نے پیارے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور در حقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتّم ہے۔“ (اشتہار 22 مارچ 1986 مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۵۔۱۱۴ مطبوعہ لندن)

اِس پیشگوئی کے بعد آپؑ کے ہاں ایک **بچی کی پیدائش** ہوئی جس پر مخالفین نے بہت شور مچایا کو نعوذ باللہ جھوٹی ثابت ہوئی۔ اِس پر حضورؑ نے فرمایا کہ **میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ فوراً بچہ کی پیدائش ہو گی بلکہ میں نے تو ایک معین مدت مقرر کی تھی۔** چنانچہ کچھ عرصہ بعد آپؑ کے ہاں ایک اور بچہ کی پیدائش ہوئی جو جماعت میں **”بشیر اوّل“** کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ پیشگوئی کے وقت لیکھرام پشاوری نے آپؑ کے ہر فقرہ کے رد میں فقرہ کہے۔ **بہر حال پیشگوئی کے پورے تین سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک بیٹے سے نوزا۔ جس کا نام ”بشیر الدین محمود احمد“ رکھا گیا۔** آپؓ کے دور میں جماعت ہندوستان سے نکل کر پوری دنیا میں پھیل گئی۔ آپؓ کی 52 سالہ خلافت نے پیشگوئی مصلح موعود پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

تعلیم:۔ اِس عظیم فرزند کے بارہ میں لوگ سوچتے ہوں گے کہ اِس نے ضرور کسی اعلیٰ کالج یا یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی ہو گی۔ مگر ایسا کچھ بھی نہیں۔ آپؓ کا معلّم خود خدا تعالیٰ تھا۔ آپؓ اپنی تعلیم و تربیّت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”میری تعلیم کے سلسلہ میں مجھ سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کا ہے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور فرماتے میاں میں پڑھتا جاتا ہوں تم سنتے جاؤ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میری آنکھوں میں سخت ککرے پڑ گئے تھے۔ اور متواتر تین چار سال تک میری آنکھیں دکھتی رہیں۔ اور ایسی شدید تکلیف ککروں کی وجہ سے پیدا ہو گئی کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کی بینائی ضائع ہو جائے گی۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے میری صحت کے لئے خاص پر دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ اور ساتھ ہی آپؑ نے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ آپؑ نے کتنے روزے رکھے۔ بہر حال تین یا سات روزے آپؑ نے رکھے۔ جب آخری روزے کی آپؑ افطاری کرنے لگے اور روزہ کھولنے کے لئے کوئی چیز منہ میں ڈالی تو یکدم میں نے آنکھیں کھول دیں۔ اور میں نے آواز دی کہ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔ لیکن اس بیماری کی شدت اور متواتر حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری ایک آنکھ کی بینائی ماری گئی۔ چنانچہ میری بائیں آنکھ میں بینائی نہیں ہے۔ میں رستہ تو دیکھ سکتا ہوں پر کتاب نہیں پڑھ سکتا۔ دو چار فٹ پر اگر کوئی ایسا آدمی بیٹھا ہو جو میرا پہچانا ہوا ہو تو میں اس کو دیکھ کر پہچان سکتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی بے پہچانا بیٹھا ہو تو مجھے اس کی شکل نظر نہیں آسکتی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے میرے استادوں سے کہہ دیا تھا کہ پڑھائی اس کی مرضی پر ہو گی۔ یہ جتنا پڑھنا چاہتا پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو اس پر زور نہ دیا جائے۔ کیونکہ اس کی صحت اس قابل نہیں کہ پڑھائی کا بوجھ برداشت کر سکے۔

ماسٹر فقیر اللہ صاحب جو میرے حساب کے استاد تھے۔ ماسٹر صاحب نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس میری شکایت کی کہ حضور یہ کچھ نہیں پڑھتا۔ کبھی مدرسہ میں آجاتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔ مجھے یاد ہے جب ماسٹر صاحب نے
حضرت مسیح موعودؑ کے پاس یہ شکایت کی تو میں ڈر کے مارے چھپ گیا کہ معلوم نہیں حضرت مسیح موعودؑ کس قدر ناراض ہوں گے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا آپ کی بڑی مہربانی ہے جو آپ بچے کا خیال رکھتے ہیں۔ اور مجھے آپ کی بات سن کر خوشی ہوئی ہے کہ یہ کبھی کبھی مدرسہ چلا جاتا ہے۔ ورنہ میرے نزدیک تو اس کی صحت اس قابل نہیں کہ پڑھائی کر سکے۔ پھر ہنس کر فرمانے لگے اس سے ہم نے آٹے دال کی دکان تھوڑا کھلوانی ہے کہ اسے حساب سکھایا جائے۔ حساب اسے آئے یا نہ آئی کوئی بات نہیں۔ آخر رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے کونسا حساب سیکھا تھا۔۔۔۔۔۔ غرض اس رنگ میں میری تعلیم ہوئی۔ اور میں در حقیقت مجبور تھا۔

کیونکہ بچپن میں علاوہ آنکھوں کی تکلیف کے مجھے جگر کی خرابی کا بھی مرض تھا۔ چھ چھ مہینے مونگ کی دال کا پانی یا ساگ کا پانی مجھے دیا جاتا۔ پھر اس کے ساتھ تلی بھی بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غرض آنکھوں میں ککرے، جگر کی خرابی، **عظمِ طُحال** (تلی کا پھول جانا) کی شکایت تھی، اور پھر اس کے ساتھ بخار کا شروع ہو جانا جو چھ چھ مہینے تک نہ اترتا تھا، اور میری پڑھائی کے متعلق بزرگوں کا فیصلہ کر دینا کہ جتنا پڑھنا چاہے پڑھ لے۔ اس پر زیادہ زور نہ دیا جائے۔ ان حالات سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میری تعلیم قابلیت کا کیا حال ہو گا۔

تعلق باللہ:۔ ایک بچہ یا نوجوان کا نمازوں میں گریہ زاری کرنا اور سجدوں میں دیر تک پڑے رہنا یقینا بڑوں کے لئے باعث تعجب ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ ایسے بچہ کو کوئی ظاہری صدمہ نہ پہنچا ہو۔۔۔ یہ تعجب اور بھی بڑھ جاتا ہے اور دل میں سوال اٹھتا ہو کہ آخر اس بچے پر کیا بیتی ہے جو راتوں کو چھپ چھپ کر اٹھتا اور بِلک بِلک کر اپنے اب کے حضور روتے ہوئے وہنے معصوم آنسوٗں سے سجدہ گاہ کو تر کر دیتا ہے۔

شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ جو ایک نو مسلم تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: "ایک دن میں نے ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گذاروں گا۔ اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا مانگوں گا۔ مگر جب میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور اِلحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے اس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا۔ اور میں بھی دعا میں محو ہو گیا۔ اور میں نے دعا کی کہ یاالٰہی! یہ شخص تیرے حضور جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دیدے۔ اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے۔ مگر جب آپ سے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں

نے السلام و علیکم کہا اور مصافحہ کیا۔ اور پوچھا میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا۔؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا اور یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ (الفضل 16 فروری 1968)

حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ جو حضرت مسیح موعودؑ کے ایک جلیل القدر صحابی اور جیّد عالم تھے۔۔۔۔ بیان فرماتے ہیں کہ: ''حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ مجھ سے پڑھا کرتے تھے تو ایک دن میں نے کہا کہ میاں! آپ کے والد صاحب کو تو کثرت سے الہام ہوتے ہیں۔ کیا آپ کو بھی الہام ہوتا ہے اور خوابیں وغیرہ آتی ہیں۔؟ تو میں صاحب نے فرمایا کہ: مولوی صاحب! خوابیں تو بہت آتی ہیں۔ اور میں ایک خواب تو تقریباً روز ہی دیکھتا ہوں۔ اور جو نہی میں تکیہ پر سر رکھتا ہوں اس وقت سے لے کر صبح اٹھنے تک یہ نظارہ دیکھتا ہوں کہ ایک فوج ہے جس کی کمان کر رہا ہوں اور بعض اوقات ایسا دیکھتا ہوں کہ سمندروں سے گذر کر آگے جا کر حریف کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اور کئی بار ایسا ہوا ہے کہ اگر میں نے پار گذرنے کے لئے کوئی کوئی چیز نہیں پائی تو تو سر کنڈے وغیرہ سے کشتی بنا کر اور اس کے ذریعہ پار ہو کر حملہ آور ہو گیا ہوں۔ میں نے جس وقت یہ خواب آپ سے سنا اسی وقت سے یہ بات میرے دل میں گڑی ہوئی ہے کہ یہ شخص کسی وقت یقینا جماعت کی قیادت کرے گا۔ اور میں نے اسی وجہ سے کلاس میں بیٹھ کر آپ کو پڑھانا چھوڑ دیا۔ آپ کو اپنی کرسی پر بٹھاتا اور خود آپ کی جگہ بیٹھ کر آپ کو پڑھاتا۔ اور میں نے خواب سن کر یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ میاں! آپ بڑے ہو کر مجھے بھلانہ دیں۔ اور مجھ پر بھی نظر شفقت رکھیں۔'' (الفضل ۱۶ فروری 1968ء)

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی یہ احساس تھا کہ اس بچے کے ساتھ خدا کا خاص تعلق ہے۔۔۔۔۔

حضرت خلیفہ ثانیؓ لکھتے ہیں کہ: ''جن دنوں کلارک کا مقدمہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اوروں کو دعا کے لئے کہا تو مجھے بھی کہا کہ دعا اور استخارہ کرو۔ میں نے اس وقت رؤیا میں دیکھا کہ ہمارے گھر کے ارد گرد پہرے لگے ہوئے ہیں۔ میں اندر گیا جہاں سیڑھیاں ہیں وہاں ایک تہ خانہ ہوتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرتؑ کو وہاں کھڑا کر کے آگے اُپلے چن دئے گئے ہیں۔ اور ان پر مٹی کا تیل ڈال کر کوشش کی جا رہی ہے کہ آگ لگا دیں۔ مگر جب دیا سلائی سے آگ لگاتے ہیں تو آگ نہیں لگتی۔ وہ بار بار آگ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر کامیاب نہیں ہوتے۔ میں اس وقت بہت گھبرایا۔ لیکن جب میں نے اس دروازے کی چوکھٹ کی طرف دیکھا تو وہاں لکھا تھا کہ: ۔''جو خدا کے بندے ہوتے ہیں ان کو کوئی آگ نہیں جلا سکتی۔'' (الفضل ۱۶ فروری 1996)

عشق رسول:۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔ ''میں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں۔ میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے۔ میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ ﷺ کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریمؐ کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔''

آپ نے خود اپنے آپ کو بھی مصلح موعود قرار دیا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ:'' میں نے کہا جب تک خدا مجھے آپ یہ اطلاع نہ دے کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ اس وقت تک میرے اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیکر دعوی کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ یہی حالت ایک لمبے عرصہ تک رہی۔ یہاں تک کہ اس سال 1944ء کے شروع میں 5 اور 6 جنوری کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے

ذریعہ بتایا کہ میں ہی وہ مصلح موعود ہوں۔ جس کا حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا۔اور میرے ذریعہ ہی دور دراز ملکوں میں خدائے واحد کی آواز پہنچے گی۔ میرے ذریعہ ہی شرک کو مٹایا جائے گا۔اور میرے ذریعہ ہی محمد ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ خصوصاً مغربی ممالک جہاں توحید کا نام مٹ چکا ہے۔ وہاں میرے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ توحید کو بلند کرے گا۔اور شرک اور کفر کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے گا۔ تب جب کہ خدا نے مجھے یہ خبر دیدی، میں نے دنیا میں اس کا اعلان کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ آج میں اس جلسہ میں اسی واحد اور قہاّر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا۔ کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں 13 ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔اور توحید دنیا میں قائم ہو گی۔'' (انوار العلوم جلد ۷ اصفحہ ۲۳۸-۲۳۹)

ایسی تعلیم و تربیت کے باوجود آپؓ نے چیلنج دیا ''کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم۔اے، خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو، خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو، خواہ وہ منطق کا ماہر ہو، خواہ وہ علم النفس کا ماہر ہو، خواہ وہ سائنس کا ماہر ہو، خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور دین حق پر کوئی اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں۔اور اس قدر صحیح علم جو اپنی زندگی درست رکھنے یا قوم کی راہنمائی کے لئے ضروری ہو مجھ کو نہ دیا گیا ہو۔'' (دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پر شوکت اعلان، از انوار العلوم جلد ۷ اصفحہ ۱۵۲-۱۵۵)

حضرت مصلح موعودؓ ۱۴ مارچ 1914ء کو مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔اور مسلسل ۵۲ برس خلافت کی عظیم الشان ذمہ داریاں سرانجام دیں۔ بہت سی تحریکات کا آپؓ نے آغاز فرمایا۔ تحریک جدید اور وقف جدید کی عظیم الشان تحریکات بھی آپؓ کے دور میں ہی شروع ہوئیں۔ ذیلی تنظیموں انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، ناصرات الاحمدیہ کا قیام بھی آپؓ کے بابرکت دور میں ہوا۔ آپؓ نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور انتھک محنت کی بدولت دین حق کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا۔ آپؓ کے دور میں مصائب کی آندھیاں بھی چلیں۔ مخالفتوں کے زلازل بھی آئے۔ مگر آپؓ کی قیادت میں جماعت ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہی۔ آپؓ کا نہایت عظیم کام قرآن کریم کے مخصوص کی اردو زبان میں بہت عالی شان تفسیر بھی کی۔ جو تفسیر کبیر کی شکل میں موجود ہے۔اس کے علاوہ آپؓ نے قرآن کریم کی احصوں یک مختصر تفسیر بھی فرمائی جو تفسیر صغیر کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ آپؓ تقریباً ۷۷ سال عمر میں ۷ اور ۸ نومبر کی درمیانی شب 1965ء کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔۔۔۔۔

آپؓ کی خداداد اصلاحیتوں اور آپؓ کے کام دیکھ کر غیر بھی آپ کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ چند مولوی حضرات کو حوالے پیش خدمت ہیں:۔

مولوی ظفر علی صاحب: احرار کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:۔ ”کان کھول کر سن لو کہ تم اور تمہارے لگے بندے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟۔۔۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔۔۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن، من، دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے۔۔۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں جو مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔“ (تاریخ احمدیت صفحہ ۲۸۸)

مولوی سمیع اللہ فاروقی:۔

”قیام پاکستان سے قبل اظہار حق نامی ٹریکٹ میں لکھا کہ آپ کو یعنی مسیح موعود کو اطلاع ملتی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت میں سے ایک شخص کو قائم کروں گا۔ اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مقرب کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو۔ اور پھر ایمان سے کہو کہ کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت موجودہ خلیفہ ابھی بچہ ہی تھا۔ اور مرزا صاحب کی طرف سے انہیں خلیفہ مقرر کرانے کے لئے کسی قسم کی بھی وصیت نہ کی گئی تھی۔ بلکہ خلافت کا انتخاب رائے عامہ پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس وقت اکثریت نے مولوی حکیم نورالدین کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ جس پر مخالفین نے مع محولہ صدر پیشگوئی کا مذاق بھی اڑایا۔ لیکن حکیم صاحب کی وفات کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے زمانہ میں احمدیت نے جس قدر ترقی کی وہ حیرت انگیز ہے۔ خود مرزا صاحب کر وقت میں احمدیت کی تعداد تھوڑی تھی۔ خلیفہ نورالدین کے وقت میں بھی خاص ترقی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن موجودہ خلیفہ کے وقت میں مرزائیت دنیا کے ہر خطہ تک پہنچ گئی ہے۔ اور حالات یہ بتلاتے ہیں کہ آئندہ مردم شماری میں مرزائیوں کی تعداد 1931 کی نسبت دوگنی سے بھی زیادہ ہو گی۔ بحال یہ کہ اس عہد میں مخالفین کی جانب سے مرزائیت کے استیصال کے لئے جس قدر منظم کوششیں ہوئیں ہیں پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ الغرض آپ کی ذریت میں سے ایک شخص پیشگوئی کے مطابق جماعت کے لئے قائم کیا گیا۔ اور اس کے ذریعہ سے جماعت کو حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی من وعن پوری ہوئی۔“ (اظہار الحق صفحہ ۱۶ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۲۸۶۔۲۸۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

”مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے کے اور اس عہد کو یاد کرنے کے لئے مناتے ہیں کہ ہمارا اصل مقصد اسلام کی سچائی اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کو دنیا پر قائم کرنا ہے۔ یہ کوئی آپ کی پیدائش یا وفات کا دن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی ذریت میں سے ایک شخص کو پیدا کرنے کا نشان دکھلایا تھا۔ جو خاص خصوصیات کا حامل تھا۔ اور جس نے اسلام کی حقانیت دنیا پر ثابت کرنی تھی۔ اور اس کے ذریعہ نظام جماعت کے لئے کئی اور ایسے راستے متعین کر دیئے گئے کہ جن پر چلتے ہوئے بعد میں آنے والے بھی ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے۔“ (خطباتِ مسرور جلد ۷ صفحہ ۱۰۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے فضل عمر تیرے اوصاف کریمانہ

(کلام مبارک احمد ظفر صاحب)

اے فضل عمر تیرے اواصاف کریمانہ — یاد آ کے بناتے ہیں ہر روح کو دیوانہ

ہر روز تو تجھ جیسے انسان نہیں لاتی یہ — گردش روزانہ یہ گردش دیوانہ

دکھ درد کے ماروں کو سینے سے لگاتا تھا — تو سوچتا ہی نہیں تھا اپنا ہے یا بیگانہ

قدرت نے جنہیں بخشا اک نور سکون دل — آنکھوں سے ہے او جھل وہ نرگس مستانہ

ہاں علم و عمل میں تھا اک پیکر عظمت تو — قرآن کا شیدائی اللہ کا دیوانہ

اسلام کی مشعل کو کیا دنیا میں روشن — اور تو نے اجاگر کی سرگرمی فرزانہ

عابد ہے دعا میری محمود کے مقصد کو — حاصل رہے دنیا کی ہر نصرت شاہانہ

حضرت مصلح موعودؓ کے قبولیت دعا کے واقعات

قبولیت دعا

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

’’میرے دفتر میں ایک سکھ دوست جو قصبہ فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور کے قریب کے ایک گاؤں لالے ننگل کے رہنے والے ہیں تشریف لائے انہوں نے بتایا (میں) تقسیم ملک سے قبل ایک مرتبہ قادیان آیا جمعہ کا دن تھا اور قادیان میں بارش ہو رہی تھی حضرت صاحب (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر، بیت اقصیٰ سے اپنے گھر تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کی کہ قادیان میں تو بارش ہو رہی ہے لیکن میرے گاؤں میں سخت گرمی ہے اور وہاں بارش نہ ہونے کے سبب فصلوں کو بہت نقصان ہو رہا ہے آپ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمارے گاؤں پر بھی بارش نازل فرمائے وہ کہتے ہیں جب میں نے عرض کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس بات پر قادر ہے اور میں بھی دعا کروں گا اس کے بعد جب میں اپنے گاؤں واپس پہنچا تو وہاں بارش ہو رہی تھی اور جو فصلیں بارش نہ پڑنے کی وجہ سے تباہ ہو رہی تھیں وہ پھر ہری بھری ہو گئیں۔‘‘ (الفضل 16 مارچ 1958 صفحہ 5)

مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔

’’1951ء کا واقعہ ہے کہ میں ربوہ میں تھا مجھے برادر خورد عزیزم سید سجاد احمد صاحب کی طرف سے جڑانوالہ سے تار ملا ’’والد صاحب کی حالت نازک ہے جلدی پہنچو۔‘‘ نماز مغرب کے قریب مجھے تار ملا۔ مغرب کی نماز میں نے حضرت صاحب (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کی اقتدا میں گھبراہٹ کے عالم میں ادا کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھا کر واپس تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کیا: ’’جڑانوالہ سے چھوٹے بھائی کا تار ملا ہے اباجی کی حالت نازک ہے کل صبح جاؤں گا آپ دعا کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اچھا دعا کروں گا‘‘ آپ رضی اللہ عنہ کے ان چار لفظوں میں وہ سکینت تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ اگلی صبح کو جڑانوالہ پہنچا تو والد صاحب محترم چارپائی پر حسب معمول پان چبا رہے تھے۔ بھائی سے شکوہ کیا کہ تم نے خواہ مخواہ تار دے کر پریشان کیا تو اس نے کہا کہ کل مغرب کے بعد اباجی کی حالت معجزانہ طور پر اچھی ہونی شروع ہوئی اور خطرہ سے باہر ہوئی ورنہ مغرب سے پہلے سب علاج بے کار ثابت ہو کر حالت خطرہ والی، از حد تشویش ناک تھی پھر میں نے بتایا کہ میں نے کل مغرب کے بعد حضرت صاحب سے دعا کے لئے عرض کیا تھا یہ اسی کی برکت ہے۔‘‘

(الفضل 17 اپریل 1966ء صفحہ 4)

مکرم فتح محمد صاحب مٹھیانی ربوہ لکھتے ہیں:

”1921-22ء میں جب میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدیت کی نعمت سے مشرف ہوا اور میرے ساتھ ہی ہمارے گاؤں مٹھیانہ ضلع ہوشیار پور کے چار اور آدمی بھی احمدیت کے حلقہ بگوش ہو گئے تو گاؤں بلکہ علاقہ بھر میں ہماری مخالفت شروع ہو گئی جگہ جگہ ہمارے خلاف چرچا ہونے لگا۔ بحث مباحثہ ہوتا رہتا تھا اور اختلافی مسائل پر گفتگو شروع رہتی جب ہمارے اعتراضات کا جواب دینے سے عاجز آ گئے اور اپنے عقائد کی کمزوری ان کو نظر آنے لگی تو گاؤں کے بوڑھوں نے یوں کہنا شروع کر دیا” کیا ہوا کہ یہ لوگ مرزائی ہو گئے ہیں ان کو ملتی تو لڑکیاں ہی ہیں؟ اتفاق سے ہم پانچوں کے ہاں جو کہ اس وقت احمدی ہوئے تھے لڑکیاں ہی لڑکیاں تھیں نرینہ اولاد کسی ایک کے پاس بھی نہ تھی۔ اس بات کا میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا اور میں اسی صدمہ کے زیر اثر اپنے پیارے امام (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کے حضور نہایت عاجزی سے درخواست کی کہ ہم سب کے ہاں نرینہ اولاد ہونے کی دعا کریں تا اس بارہ میں بھی مخالفین کے منہ بند ہو جائیں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ آپ سب کو نرینہ اولاد دے گا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی دعا سے خداوند تعالیٰ نے ہم سب کو نرینہ اولاد سے نوازا اور اس رنگ میں نوازا کہ ہم اس کے حضور سجدہ تشکر بجالائے۔“ (الفضل 28 اپریل 1966ء صفحہ 4)

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:۔

” پارٹیشن کے پریشانی کے دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک دن عصر کے وقت آپؓ میرے پاس آئے۔ آپ کی آنکھیں سرخ اور مترنم تھیں۔ آواز میں رقت تھی۔ مگر اس پر پورا ضبط کئے ہوئے تھے۔ مجھے فرمانے لگے ”صبح صبح عید ہے میں شائد آپ لوگوں کو ” عید“ دینی بھول جائوں۔ کام کی مصروفیت غیر معمولی ہے اور مجھے موجودہ حالات کے متعلق شدید گھبراہٹ ہے۔ گو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری دعا کو سنا ہے اور اسکا یہ وعدہ ہے کہ اینما تکونوا یاتی بکم اللہ جمیعاً “ میں سجدہ کی حالت میں تھا جس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملی ہے۔ اور مجھے اس پر پورا ایمان ہے لیکن پھر بھی دعا کی سخت ضرورت ہے تم بھی درد سے دعائیں کرو۔ اللہ تعالیٰ تبلیغ کے راستے ہمیشہ کھلے رکھے۔“ میں نے آپ کا یہ الہام و بشارت نوٹ کر لیا۔ اور اس کے پورا ہونے کی منتظر رہنے لگی۔ آج آپ سب دیکھ رہے ہیں کہ وہ دعا اور پھر اس کو جواب جس میں بشارت تھی کسی خوبی اور کس خوبصورتی سے پورا ہوا۔ کس طرح قادیان سے نکلنے کے بعد پھر یہ ساری جمیعت ایک جھنڈے تلے جمع ہوئی اور پھر کس شان و شوکت سے اسلام کی تبلیغ چار دانگ عالم میں پہنچی۔ کس طرح زیادہ سے زیادہ حق کی تڑپ و جستجو رکھنے والے احمدیت کے اس دوسرے مرکز میں جوق در جوق پہنچے۔ فالحمد اللہ علیٰ ذلک“ (روزنامہ الفضل 26 مارچ فضل عمر نمبر 1966)

محترمہ سعدیہ خانم صاحبہ اہلیہ محترم عبدالقیوم خان کمپونڈر ربوہ لکھتی ہیں:۔

"1949ء کی بات ہے کہ میری لڑکی جو اسوقت صرف دو سال کی تھی۔اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی پر شدید چوٹ آنے سے ہڈی کو سخت نقصان پہنچا اور زخم بڑھتے بڑھتے ناسوز کی شکل اختیار کر گیا۔ہم اس وقت راولپنڈی میں تھے۔بڑے بڑے ڈاکٹروں، حکیموں، جراحوں اور نائیوں سے علاج کروایا مگر کسی سے افاقہ نہ ہوا اور ڈاکٹروں نے خطرہ ظاہر کیا کہ کہیں لڑکی کی ٹانگ نہ کاٹنی پڑے۔ہمیں لڑکی کے بارہ میں سخت تشویش تھی۔اوپر سے زخم مل جاتا لیکن پھر مہینہ بیس دن کے بعد انگلی کی ہڈی سے پیپ بہنے لگتی۔بے شمار دوائیں کھلائیں گئیں۔اسی عرصہ کے دوران ہمیں اپنی ڈاکٹری کی دکان کے سلسلہ میں ضلع ہزارہ میں رہنے کا موقع ملا۔ایک دفعہ پھر پہلے کی طرح پیپ بہنے لگی۔عصر کی نماز کا وقت تھا اور میں نماز پڑھ رہی تھی کہ وہاں کی پہاڑی عورتوں نے لڑکی کے والد کو مشورہ دیا کہ آپ اس کو فلاں خانقاہ پر لیجائیں اور وہاں کی مٹی سے دو تین دفعہ نہلائیں۔لڑکی کے والد تو خاموش رہے۔لیکن جب نماز پڑھتے ہوئے یہ آواز میرے کان میں پڑی تو میرا دھیان اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء کی طرف پھر گیا اور میں نے نماز میں بڑے عجز وانکسار سے دعا کی کہ اے رحیم وغفور آقا لڑکی کو صحت دے۔میں نے لڑکی کے والد سے کہا کہ اگر لڑکی مرتی ہے تو مر جائے ہم اپنا ایمان کیوں خراب کریں، خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وہ صحت دے گا۔میں حضور اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے لکھونگی۔سو اسی دن میں نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا اور دو تین ہفتے متواتر لکھتی رہی اور حضور کی طرف سے جواب بھی ملتا رہا۔قدرت خداوند تعالیٰ کہ جو دوائی ہم بیسیوں دفعہ لگا چکے تھے اسی دوائی سے زخم بھر گیا اور کچھ دنوں میں کامل طور پر شفاء ہو گئی اور بفضلہ تعالیٰ لڑکی اب تک بالکل ٹھیک اور تندرست ہے۔فالحمدللہ علیٰ ذلک۔"(ماہنامہ مصباح ستمبر ۱۹۶۲)

محترمہ سعدیہ خانم لکھتی ہیں:۔

"میرا لڑکا روز پیدائش سے ہی بیمار اور کمزور رہنے لگا تھا۔یہ 1955ء کی بات ہے صرف بیس دن کا تھا کہ اسے نمونیہ ہوا اور پھر سال ڈیڑھ سال کے اندر چار دفعہ لگاتار اس کا حملہ ہوا۔علاج معالجہ میں کمی نہ تھی لیکن آئے دن اس کی بیماری سے سخت پریشانی رہتی تھی۔ایک دن عصر کے وقت جبکہ حضور نے نماز پڑھانے کے لیے آنا تھا میرے میاں بچے کو لے گئے۔جب حضور قصر خلافت سے باہر تشریف لائے تو میرے میاں نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔حضور دعا فرمادیں۔اس پر حضور نے ازراہ شفقت بچے کی کمر پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی اور پھر بفضلہ تعالیٰ بچہ اس موذی بیماری سے تندرست ہو گیا اور آج تک اس کے دوبارہ حملہ سے محفوظ ہے۔فالحمدللہ۔"(ماہنامہ مصباح ستمبر 1962ء)

مکرم سیٹھ عبداللہ بھائی اللہ دین صاحب لکھتے ہیں:۔

”1918ء میں میں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب اور سیٹھ اللہ دین ابراہیم بھائی نے اپنے لڑکے فاضل بھائی کو تعلیم کے لیے قادیان روانہ کیا۔ علی محمد نے 1920ء میں میٹرک پاس کر لیا ان کو لندن جانا تھا۔ دونوں لڑکے مکان واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ یکایک فاضل بھائی کو TYPHOID بخار ہو گیا نوہاسٹل کے معزز ڈاکٹر جناب حشمت اللہ صاحب اور حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ ان سے ہو سکا سب کچھ کیا۔ طبیعت درست بھی ہو گی ۔ مگر بد پرہیزی کے سبب پھر ایسی بگڑی کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ جب یہ خبر حضرت امیر المومنین کو پہنچی تو حضور خود بورڈنگ میں تشریف لائے اور بہت دیر تک دعا فرمائی۔ اس کے طبیعت معجزانہ طور پر سدھرنے لگی اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فاضل بھائی کو نئی زندگی حاصل ہو گئی۔ یقیناً حضرت رسول کریم ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ موت نہیں ٹلتی مگر دعا سے۔ یہ حقیقت ہم نے صاف طور پر اپنی نظر سے دیکھ لی۔ الحمد للہ“

(الحکم دسمبر 1939ء)